وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

زبان کی حفاظت

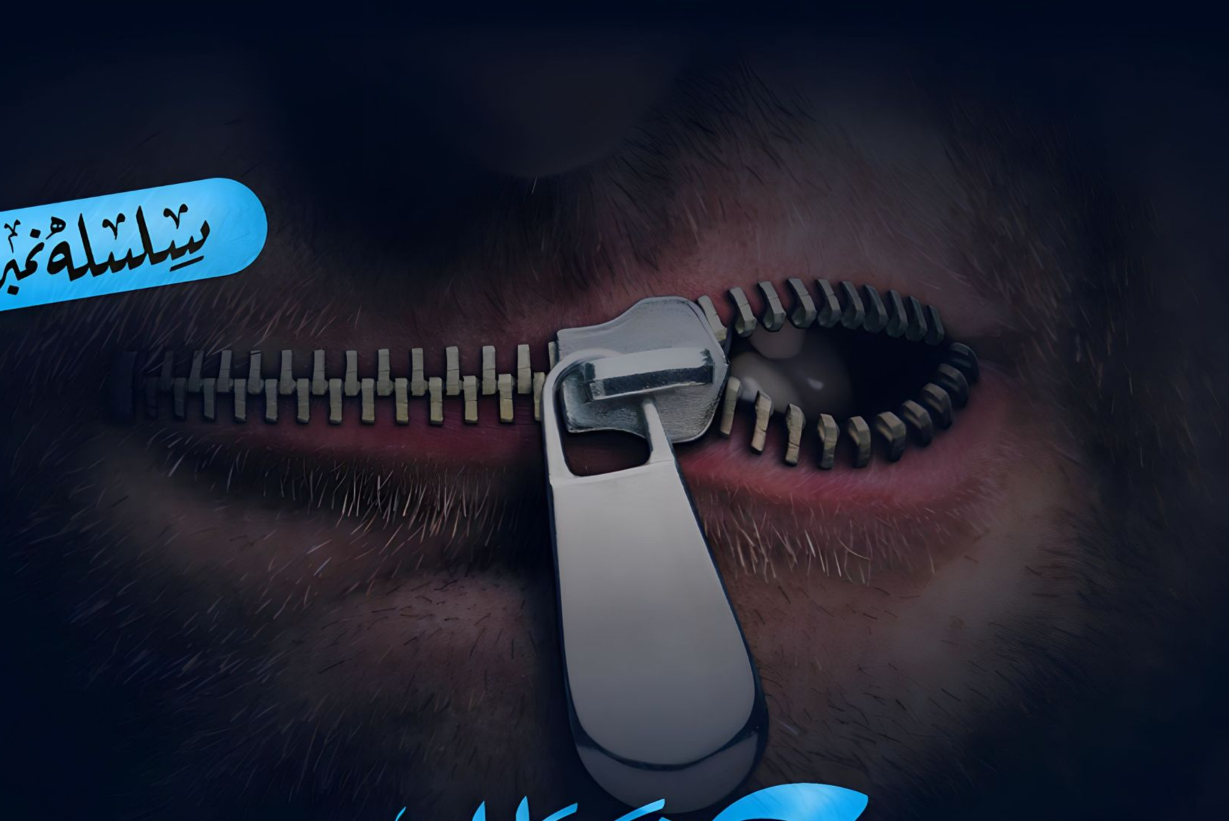

سلسلہ نمبر: 187

خطاب جمعہ

25 اگست 2023

/AIMPLB_Official

زبان کی حفاظت

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہٖ الکریم اما بعد

قال اللّٰہ تعالیٰ فی القران المجید. اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم .

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ. اِنَّ الشَّیْطَانَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْناً.

(بنی اسرائیل-۵۳)

اور اے محمدؐ! میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہتر ہو۔ دراصل یہ شیطان ہے جو ان کے درمیان پھوٹ ڈالتا ہے۔شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو زبان کا استعمال سلیقہ سے کرنے اور اچھی بات کرنے کی تاکید کریں، کیونکہ شیطان انسانوں کے درمیان جو لڑائی جھگڑے کراتا ہے وہ انسان کی زبان ہی کو ذریعہ بناتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے کر انسانوں کو ایک انتہائی اہم اور ضروری سماجی اور اخلاقی مسئلہ کی طرف متوجہ کیا ہے، جس سے عموماً آج کا انسان غافل ہے، انسانی تعلقات کے بننے بگڑنے اور انسان کی شخصیت کا وقار قائم ہونے اور ختم ہونے میں سب سے بڑا دخل انسان کی زبان کا ہے، اگر انسان کی زبان موقع بے موقع چلتی رہے،حق و ناحق کی تمیز کے بغیر استعمال ہو، دوسروں کو سخت وسست کہنے اور طنز وتعریض کرنے میں استعمال ہو، گالم گلوج اور فتنہ وفساد میں استعمال ہو تو اس سے بری کوئی چیز نہیں، اس سے بہتر تو وہ گونگا ہے جس کی زبان بند ہے، کم از کم دوسرے لوگ تو اس کے زبان کی برائی سے

محفوظ ہیں۔اسی لیے نبی پاک ﷺ نے مسلمان ہونے کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے اور دوسرے لوگوں کو اپنی زبان سے تکلیف نہ دے۔ آپ نے فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. ۱

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی برائی سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔

زبان کا غلط استعمال کرنے والا مومن نہیں ہوتا، اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ليس المومن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی ۲

مومن طعنہ زن نہیں ہوتا، ملامت گر نہیں ہوتا، بے حیا اور بدزبان نہیں ہوتا۔

اگر انسان کی زبان حق گوئی اور صلح جوئی کے لیے استعمال ہو، بھلائی اور نصیحت کے لیے استعمال ہو، محبت اور شرافت کا اس سے اظہار ہو تو اس سے اچھی کوئی چیز نہیں۔

زبان درحقیقت انسان کے دل و دماغ اور شخصیت کی ترجمان ہے، اگر ترجمانی بری ہے تو شخصیت بری ہے اور ترجمانی اچھی ہے تو شخصیت بھی اچھی ہے۔ دل وجدان، ضمیر، فکر، ہدایت کا مرکز ہے اور زبان اس کی ترجمان اور ذریعہ اظہار ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے نہایت حکیمانہ طریقہ سے ایمان، دل اور زبان کے رشتہ کو سمجھایا ہے:

لا يستقيم ايمان عبد حتى يستقيم قلبه ولا يستقيم قلب احد حتى يستقيم لسانه. ۳

---

۱ ترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء المسلم من سلم المسلمون من لسانہ

۲ ترمذی، ابواب البرّ والصلۃ، باب ماجاء فی اللعنۃ

۳ مسند احمد ۲/۱۹۸

کسی بندہ کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا جب تک کہ اس کا دل
سلامت نہ رہے اور کسی بندہ کا دل سلامت نہیں رہ سکتا جب تک
کہ اس کی زبان سلامت نہ رہے۔

ایمان کی سلامتی کے لیے دل کی سلامتی ضروری ہے اور دل کی سلامتی کے لیے زبان کی سلامتی ضروری ہے کیونکہ ایمان دل کی کیفیت کا نام ہے اور دل کی کیفیت کا اظہار زبان سے ہوتا ہے، جب تک انسان خاموش رہتا ہے اس کی شخصیت کے بارے میں دوسروں کو اندازہ نہیں ہوتا اور جب وہ بولتا ہے تو اپنے دل کی ترجمانی کرتا ہے۔ عقل مند لوگ اس کے بارے میں اچھی یا بری جو بھی ہو رائے قائم کر لیتے ہیں۔ عقل مندوں کو زبان کا استعمال سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے، بغیر سوچے سمجھے زبان کبھی نہ کھولنی چاہیے، بڑا حکیمانہ مقولہ ہے کہ ''عقل مند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے اور بے وقوف کا دل اس کی زبان پر ہوتا ہے''۔

زبان کی وجہ سے انسان کا وقار اور بھرم صرف دوسرے لوگوں کے درمیان ہی نہیں بنتا اور بگڑتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی انسان کا بھرم اس کی زبان کی وجہ سے ہوتا ہے اور اسی سے اس کا مواخذہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ان العبد لیتکلم بالکلمة من رضوان الله لا یلقی لها بالا یرفع الله بها درجات و ان العبد لیتکلم بالکلمة من سخط الله تعالیٰ لا یلقی لها با لا یهوی بها فی جهنم[1]

بندہ اللہ کی خوشنودی کی کوئی بات کہتا ہے جسے وہ خود بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتا، مگر اللہ تعالیٰ اس کی بات کے سبب اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے، اسی طرح ایک بندہ اللہ کی ناراضگی کا کوئی جملہ اپنے منہ سے نکالتا ہے جسے وہ بہت زیادہ اہمیت نہں دیتا، مگر اس کے سبب اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔

---

[1] بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان

سلیمان خطیب نے حدیث رسول ﷺ کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے:

بات ہیرا ہے بات موتی ہے — بات لاکھوں کی لاج کھوتی ہے
بات پھولوں کا باغ ہوتی ہے — بات سینہ کا داغ ہوتی ہے
بات خیر و ثواب ہوتی ہے — بات قہرو عذاب ہوتی ہے
بات برگ گلاب ہوتی ہے — بات تیغ عتاب ہوتی ہے
بات کہتے ہیں رب ارنی کو — بات اُمُّ الکتاب ہوتی ہے

بات ہر بات کو نہیں کہتے
بات مشکل سے بات ہوتی ہے

بہت سے لوگوں کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے، غصہ، نفرت، حسد، بغض اور منافقت کے الفاظ استعمال کرنے میں ان کو اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ دل آزاری اور توہین و تذلیل کے جملے استعمال کر کے وہ سکون پاتے ہیں، ایسے لوگوں کو یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے یہاں زبان ان کے خلاف گواہی دے گی اور کہے گی کہ اس نے مجھے تیرے حکم کے خلاف استعمال کیا تھا۔ قرآن پاک میں ہے:

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. (النور-۲۴)

وہ اس دن کو نہ بھول جائیں جب کہ ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔

اسلام کی سماجی تعلیمات میں ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ انسان یا تو اچھی بات کرے، نیکی ثواب اور بھلائی کی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ اگر گفتگو غیر مفید ہو تو خاموشی اچھی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

من كان يومن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً او ليصمت [۱]

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ بھلائی کی بات

---

[۱] بخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر

کرے ورنہ خاموش رہے۔

لایعنی اور غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرنا بھی ایک شریف انسان کے لیے ضروری ہے۔کامیاب مومن کی یہ صفت بتائی گئی ہے: **والذین ھم عن اللغو معرضون** (المومن-۳)وہ لوگ لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے لایعنی باتوں سے پرہیز کرنے کو اسلام کی خوبصورتی بتایا ہے:**من حسن اسلام المرء ترک ما لا یعنیه**[۱] انسان کے اسلام کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو ترک کرے۔

انسانی زندگی میں چھوٹی اور بڑی باتوں پر اختلافات ہوتے ہیں۔کبھی کبھی حالات اتنے بگڑتے ہیں کہ جنگ وجدال کی نوبت آجاتی ہے،ان سب کی ابتدا زبان درازی اور تلخ کلامی سے ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ناحق مومنوں کو چھیڑا جاتا ہے تاکہ ان کو پریشان کیا جائے اور اگر وہ ردّ عمل کا اظہار کریں تو پھر ان سے لڑائی جھگڑا کیا جائے۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم یہ دیا ہے کہ لڑائی جھگڑے میں پڑنے کے بجائے خوبصورت طریقہ سے اسے ٹالیں۔**وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا** ۔(الفرقان-٦٣)اور جب جاہل لوگ مومنوں کو مخاطب کرتے ہیں یعنی چھیڑتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلام۔

اسی طرح مناظرہ ومباحثہ کرتے وقت بھی انسان کو اچھی سچی اور شریفانہ بات کہنے کا حکم دیتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ .

(العنکبوت-٤٦)

اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقے سے۔

اہل کتاب سے جس طرز گفتگو کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہی حکم

---

[۱] ترمذی،ابواب الزھد،باب ماجاء من تکلم بالکلمۃ لیضحک الناس

سارے انسانوں کے معاملے میں ہے، بحث و تکرار کرنا لڑائی جھگڑے پر اتر آنا مومن کی شان کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْن.

(الاعراف-۱۹۹)

اے نبیؐ، نرمی و درگذر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو۔

رسول پاک ﷺ نے سب سے برا اس شخص کو کہا ہے، جو ہر وقت بحث و تکرار کرتا ہے اور دوسروں سے الجھتا رہتا ہے۔[1]

زبان کا سب سے اچھا استعمال یہ ہے کہ انسان دوسروں سے نصیحت و خیر خواہی کی، عفو و درگذری کی اور حوصلہ مندی کی بات کرے، بلکہ قرآن میں ان نیک باتوں کو اس صدقہ سے بہتر کہا گیا ہے جس کے بعد انسان اس کا احسان جتلائے، کسی سے محبت بھری بات کہنا، میٹھے بول بولنا زیادہ اچھا ہے کچھ روپے دے کر احسان جتانے سے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا اَذًى.

(البقرہ-۲۶۳)

ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے، جس کے پیچھے دکھ ہو۔

روپیہ پیسہ لینے والا تو حالات بہتر ہونے پر لوٹا بھی سکتا ہے مگر خیر خواہی اور محبت کی باتوں کا معاوضہ نہیں دے سکتا، اس لیے اپنی زبان کو دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی کے لیے استعمال کرنا بڑی نیکی ہے اور ایسی نیکی جس میں کچھ خرچ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زبان کے صحیح استعمال کی توفیق دے۔ (آمین)

---

[1] بخاری، کتاب الادب،